بلاسودی نظام معیشت میں خواتین کا کردار

صائمہ
شہناز غازی
شعبہ قرآن وسنہ، جامعہ کراچی

تلخیص

اجتماعی نظامِ معیشت کو اسلامی قالب میں ڈھالنے کے لئے بہت ضروری ہے کہ اسے بلاسودی نظام معیشت بنایا جائے جس کے لئے کلیدی حیثیت کے حامل مالیاتی اداروں اور مرکزی بینک کی اسلامی طرز پر تربیت کی شدید ضرورت ہے۔ ''سود'' جسے معیشت کا جزو لاینفک قرار دے دیا گیا ہے۔ جس کا مقصد معیشت کا استحکام اور انسانیت کی اصلاح نہیں بلکہ مال کی بڑھوتی، عیش پرستی کی من چاہی زندگی اور زر پرستی شامل ہے۔ علاوہ ازیں ''سود'' پر لین دین کی عام روش نے بازار کی حکمت عملی میں بے شمار نقائص پیدا کر دیئے ہیں سود کے جو مضر اثرات ہماری معیشت اور معاشرت پر مرتب ہو رہے ہیں وہ سب ہم پر عیاں ہیں۔ تجارتی بینکوں نے سودی کاروبار کو بام عروج پر پہنچا دیا ہے۔ اسلام جس نقشے پر انسان کی اخلاقی تربیت، تمدنی شیرازہ بندی اور معاشی تنظیم کرنا چاہتا ہے اس کے ہر ہر جزو سے سود کلی منافات رکھتا ہے اور سودی کاروبار کی ادنیٰ سے ادنیٰ اور بظاہر معصوم سے معصوم صورت بھی اس پورے نقشے کو خراب کر دیتی ہے کیوں کہ انسان کا اصل جوہر اخلاق روح ہی ہے جو اسے دوسری مخلوقات سے ممتاز کرتا ہے اگر کوئی شے اس جوہر کو ختم کرے تو وہ ہر حالت میں قابل ترک ہے چاہے دوسرے پہلو سے اس میں کتنے ہی فوائد ہوں سودی کاروبار سے اسلام کی اخلاقی اقدار پامال ہو کر خود غرضی، بے رحمی، سنگدلی، زر پرستی اور کنجوسی پروان چڑھتی ہے کیوں کہ قرض دینے والے ساہوکار کو بس اپنی سود کی تو پرواہ ہوتی ہے اس سے آگے اسے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ اسی حوالے سے اس مضمون میں اسلامی نظام معیشت کی اساس، سود کا تعارف اور اس کے اخلاقی و روحانی نقصانات کو دلائل کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ نیز خواتین کا غیر ضروری اخراجات کا مطالبہ بھی افراد کو سود در سود لعنت میں ملوث کرتا ہے۔ انفرادی معیشت کی سطح پر خواتین سود کے ازالے میں کیا ممکنہ تعاون کر سکتی ہیں؟ صحابیات کی امثال کے ساتھ یہ پیش کیا گیا ہے کہ دورِ نبوی ﷺ میں بھی صحابیات اپنی گھریلو ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ تجارت، صنعت و حرفت سے کسی نہ کسی انداز سے متعلق تھیں۔

کلیدی الفاظ: بلاسودی نظام، معیشت

Abstract

To structuralize collective economic system into an Islamic mold, it needs to be interest free. For this reason it is pertinent to instruct key financial institutions and central banks on Islamic

principles. Interest, has now become a compulsory part of the economy. Its purpose, as stated is not stabilization of economy rather it gives rise to materialism, furtherance of monetary benefits and greed. The common practice of 'interest' based transactions has brought many ills to the market. The negative effects of interest are known to all. Commercial banks have given a new life to interest based transactions. It is absolutely contradictory to the Islamic teachings and thus impact the social systems and ethical standards. It hurts the very basics and therefore is not advisable even though at times it might be beneficial. Interest based transactions give way to selfishness, greed and other unethical practices as the capitalist is only interested in getting the most out of his money. With reference to the above context this article focuses the edifice of Islamic principles, introduction to interest, it's ethical and spiritual negativity with profound arguments. It has been observed that the unending wish list of the womenfolk these days is responsible for a lot of interest based transactions. The article also talks about what the women can do to avoid perpetuating the effects of interest in an economic system while highlighting the examples of sahabiayat.

Keywords: Non-Profit System, Economics.

تعارف

خالق کائنات نے انسان کی تخلیق کے ساتھ اس کی ضرورت کی بھی ہر چیز کو تخلیق کیا تا کہ انسان کے لئے اس کے احکامات کی بجا آوری میں کوئی عذر باقی نہ رہے۔ اور پھر اس کے حصول واکتساب کے لئے ہر سہل راستے کی طرف رہنمائی کی تا کہ معاشرہ ظلم واستحصال سے پاک ہو مگر خواہشات کا جنم امتداد عمر کے ساتھ شتر بے مہار کی طرح آگے ہی بڑھتا چلا گیا جس کی وجہ سے سب سے زیادہ ہلچل اور بگاڑ معیشت کے میدان میں ہوا، کیوں کہ خواہشات کی تکمیل کے لئے غیر مسلم اقوام نے اپنے اصول معیشت قائم کئے جو انسانی وضع کردہ ہیں اور آج تک دنیا اسی ادھیڑ بن میں لگی ہوئی ہے اور افراط وتفریط کا شکار ہے۔ سود اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جس کو معیشت کا جزو لا ینفک قرار دیا گیا ہے جس کی وجہ سے معاشرہ مسلسل استحصال کا شکار ہے۔ سودی نظام عہد حاضر کی سوچ نہیں ہے بلکہ یہ ناسور عہد قدیم سے چلا آرہا ہے۔ دنیا کی تاریخ اور کتب مقدسہ شاہد ہیں ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کسی دور میں بھی معیشت میں ایسے قوانین کو قطعاً کوئی راہ نہیں دی جس سے معاشی، معاشرتی، اخلاقی اور تمدنی خرابیاں رونما ہوتی ہوں۔

خواتین کسی بھی قوم یا معاشرے کی تعمیر وترقی میں بنیادی کردار ادا کرتی ہیں۔ یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ خواتین کی درستی پوری قوم کی درستی کے لئے بنیادی شرط کی حیثیت رکھتی ہے اسی لئے اسلام نے خواتین کی اصلاح اور تعمیرِ کردار پر پوری اہمیت کے ساتھ توجہ دی ہے۔ بناوٹ، تصنع، ظاہری خدوخال، ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی حرص اور فیشن کی وجہ سے بہت کچھ کرنا پڑتا ہے جس کی وجہ سے مقروض بھی ہوتے ہیں اور سود در سود لعنت میں ملوث ہوتے ہیں اور طرح طرح کی پریشانیوں میں پھنس جاتے ہیں کیوں کہ ہمارے معاشرے میں کلیدی حیثیت کے حامل

مالیاتی ادارے، بینک اور کمپنیوں کی بنیاد ہی سرمایہ دارانہ نظام اور سود پر قائم ہے۔ لیکن انفرادی نظامِ معیشت میں خواتین کے مثبت کردار سے معاشرے کے افراد کو سود میں ملوث ہونے سے بچایا جا سکتا ہے۔

خواتین کی کردار سازی میں چند اقدامات کی ضرورت

عورت کو دنیا نے جس نگاہ سے دیکھا وہ مختلف ممالک میں مختلف حیثیت کی حامل رہی ہے لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کہ اقوام کی ترقی میں خواتین بنیادی کردار ادا کرتی ہیں کیوں کہ اقوام، معاشرہ و افراد کا مرکب ہیں جن کی تربیت و ذہن سازی خواتین ہی کرتی ہیں۔

مولانا سعید انصاری صاحب فرماتے ہیں کہ:-

> ''اسلام سے پہلے دنیا نے جس قدر ترقی کی تھی صرف ایک صنف (مرد) کی اخلاقی اور دماغی قوتوں کا کرشمہ تھی، مصر، بابل، ایران، یونان اور ہندوستان مختلف عظیم الشان تمدن کے چمن آراء تھے لیکن ان میں صنف نازک (عورت) کی آبیاری کا کچھ دخل نہ تھا۔ اسلام آیا تو اس نے دو صنفوں (مرد و عورت) کی جدوجہد کو وسائلِ ترقی میں شامل کر لیا، اس لئے جب اس کے باغ تمدن میں بہار آئی تو ایک نیا رنگ و بو پیدا ہو گیا۔(۱)

عہد حاضر میں چونکہ اقتصادیات کی اہمیت بڑھ گئی ہے اس لئے اقتصادی ترقی کے لئے سودی نظام کو معیشت کا جزو لاینفک قرار دے دیا گیا جبکہ اسلام کا اقتصادی نظام سود کی قطعاً اجازت نہیں دیتا، اب اگر حقیقی اصلاح کے بغیر صرف لفظ سود ختم کر دیا جائے تو پھر بھی اس سے وہ مقاصد حاصل نہیں ہو سکیں گے جس کا اسلام متقاضی ہے۔

شیخ محمود احمد فرماتے ہیں:- تعلیم کو پھیلانا اور بے روزگاری دور کرنا اس وقت تک ممکن ہی نہیں جب تک ہم غیر سودی نظام معیشت قائم نہیں کرتے۔ یہ ملک کبھی اسلامی مملکت بن سکے گا یا نہیں، فی الحال قرآن کریم کے الفاظ میں یہ ملک اسی طرح اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ جنگ کر رہا ہے جیسے باقی ساری دنیا کر رہی ہے۔ کیا خدا اور رسول ﷺ کے ساتھ جنگ کرنے والا ملک کبھی اسلامی مملکت کہلانے کا حق دار ہو سکتا ہے؟ جنہیں اس تشریح سے اختلاف ہو وہ سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۲۷۹ ملاحظہ فرما لیں۔ کیا اسلامی نظام قائم کرنے کا پہلا قدم یہ نہیں بنتا کہ ہم خدا اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ اپنی حالت جنگ ختم کرنے کے لئے محض لفظ سود ختم کرنے پر اکتفاء کریں بلکہ سودی

نظام ختم کرنے کی طرف پہلا قدم بغیر کسی تاخیر کے اٹھانے کا اہتمام کریں۔(۲)

اسلام کا مطلوب ایک ایسی ریاست ہے جس کا ہر معاشرہ اور معاشرے کا ہر فرد عدل و مساوات، رحم دلی، ہمدردی، احساس، اجتماعیت، اتفاق و اتحاد، عجز و انکساری کا خوگر ہو۔ اس ضمن میں ضروری ہے کہ خواتین کی کردار سازی کی جائے تا کہ وہ قوم و ملت کے سنوارنے میں مردوں کی معاون ثابت ہوں جس کے لئے چند اقدامات کی ضرورت ہے۔

اسلامی نظامِ معیشت کی ''اساس'' کو متعارف کروانا

معاشرے میں اسلامی نظام معیشت کی اساس کو متعارف کروانا بے انتہا ضروری ہے تا کہ خواتین کا رجحان و میلان اس بات کی طرف ہو کہ اسلامی نظامِ معیشت کی اساس ''پاکیزہ نظامِ معیشت'' ہے جو حق تلفی، ناانصافی، ظلم و زیادتی سے پاک نظام ہے۔ انسان کو حق تصرف بھی اسی مال میں حاصل ہے جو اکتساباً، ہدیۃً، تحفتہً (یا دیگر ذرائع جو شریعت سے ثابت ہیں) اس کی ملکیت میں ہے خواہ وہ کم ہوں یا زیادہ۔

جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری کے بقول ''دولت کی کثرت، مقبولیت، قربِ خداوندی کی دلیل نہیں، رزق کی کمی بیشی گمراہی و ہدایت کا معیار نہیں'' (۳)

اسلام میں حرص، طمع، لالچ، بخل، خیانت، فضول خرچی، حق تلفی، اکتنازِ دولت کو بالکل پسند نہیں کیا گیا کیوں کہ یہی برائیاں مل کر سود کو جنم دیتی ہیں اور انفرادی سطح سے شروع ہونے والا یہ عمل دوسروں کو بھی غیر محسوس طریقے سے اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے اور جب یہ عمل ملک و ریاست کی سطح پر عمل پذیر ہوتا ہے تو اس کے نتائج اور مفسدات بہت دور دور تک پھیلتے چلے جاتے ہیں جس میں جسمانی امراض اور روحانی برائیوں کے ساتھ ساتھ غریب طبقہ غریب تر اور امیر طبقہ امیر تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ گویا کہ سود ایک لفظ سود نہیں بلکہ تمام اخلاقیات اور محاسن کردار کو جڑ سے ختم کرنے والا وہ دیمک ہے جو سب کچھ ختم کر دیتا ہے اور ان وجوہات کے علاوہ جو اخروی سزا ہے وہ سب تکالیف سے بڑھ کر ہے۔ اسلامی نظامِ معیشت کے پاکیزہ ہونے کی اصل اساس یہی ہے کہ وہ سود فریب سے پاک ہو۔ سود کے متعلق بنیادی معلومات کا علم سب کے لئے ضروری ہے۔

سود کا تعارف

اُردو زبان میں جس چیز کو سود کہا جاتا ہے،عربی میں اس کو ’’ربا‘‘ کہتے ہیں۔’’الربا‘‘ زیادتی،سود، بیاج کے لئے عربی ڈکشنری میں مستعمل ہے۔(۴) سود ’’ربا‘‘ سے مراد مال کی زیادتی اور اس کا اصل سے بڑھ جانا ہے(۵) چنانچہ اس معنی کی تصریح بھی خود قرآن پاک میں کر دی گئی ہے۔

اور جو سود تم نے دیا ہے تا کہ لوگوں کے اموال بڑھیں گے تو اللہ کے نزدیک اس سے مال نہیں بڑھتا۔(٦)

ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالٰی ہے:-

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو سود تمہارا لوگوں پر باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو اگر تم حقیقی مومن ہو اور اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے جنگ کے لئے خبردار ہو جاؤ اور اگر تم توبہ کر لو تو تمہیں اپنے راس المال (یعنی اصل رقم) لینے کا حق ہے، نہ تم کسی کا حق مارو اور نہ تمہارا حق مارا جائے۔(۷)

سید ابوالاعلی مودودی فرماتے ہیں: ان آیات سے صاف ظاہر ہے کہ اصل رقم پر جو زیادتی بھی ہوگی وہ ’’ربا‘‘ کہلائے گی۔(۸) تعریفات کا حاصل یہ ہے کہ ’’سود ایسا منافع جو بلا استحقاق، بلا معاوضہ، بلا تراضی خاص صرف مہلت کے مقابلے میں حاصل ہو۔

سید ابوالاعلی مودودی اس آیت ’’**الذین یاکلون الربا لایقومون الاکما یقوم الذی یتخبطه الشیطن من المسّ** ‘‘ کے متعلق فرماتے ہیں کہ قرآن کریم سود خور کو اس شخص سے تشبیہ دیتا ہے جو مخبوط الحواس ہو گیا ہو، یعنی جس طرح وہ شخص عقل سے خارج ہو کر غیر معتدل حرکات کرنے لگتا ہے اس طرح سود خور بھی روپے کے پیچھے دیوانہ ہو جاتا ہے اور اپنی خود غرضی کے جنون میں کچھ پرواہ نہیں کرتا کہ اس کی سود خوری سے کس کس طرح انسانی محبت، اُخوت اور ہمدردی کی جڑیں کٹ رہی ہیں، اجتماعی فلاح و بہبود پر کس قدر تباہ کن اثر ہو رہا ہے اور کتنے لوگوں کی بدحالی سے وہ اپنی خوشحالی کا سامان کر رہا ہے یہ اس کی دیوانگی کا حال اس دنیا میں ہے اور چونکہ آخرت میں انسان اسی حالت میں اٹھایا جائے گا جس حالت میں اس نے دنیا میں جان دی ہے، اس لئے سود خور آدمی قیامت کے روز ایک باؤلے، مخبوط الحواس انسان کی صورت میں اٹھے گا۔(۹)

حرمتِ سود

سود ایک ایسا قبیح فعل ہے جس کی کسی بھی شریعت میں کبھی بھی رخصت نہیں ملی تاہم اسلام میں اس کی قطعی حرمت کب نازل ہوئی۔اس بارے میں مولانا تقی عثمانی صاحب فرماتے ہیں: ربا (سود) کم ازکم ہجرت کے دوسرے سال میں حرام قرار دے دیا گیا تھا البتہ یہ بات مشکوک ہے کہ آیا اس سے قبل حرام تھا یا نہیں؟ اگر سورۃ روم کی آیت میں استعمال کردہ لفظ ''ربا'' بعض محققین کے قول کے مطابق سود کے معنی میں لیا جائے گا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ قرآن کریم نے مکّی زندگی میں ہی فعلِ ربا کو شنیع قرار دے دیا تھا۔اسی وجہ سے علماء کرام کی بہت بڑی تعداد اس بات کی قائل ہے کہ ربا اسلام میں کبھی بھی حلال نہیں رہا۔ وہ تو بالکل ابتداء سے حرام تھا تاہم اس کی شناعت وشدت پر اس وقت زور نہیں دیا گیا کیوں کہ اس وقت کفارِ مکہ مسلمانوں کو تعذیب اور اذیتیں دے رہے تھے اور اس وقت مسلمانوں کی فکر کا زیادہ تر محور ایمان کے بنیادی ارکان کا قیام اور حفاظت تھی چنانچہ اس وقت ان کے پاس ربا کے مسئلے میں اُلجھنے کا موقع نہ تھا بہر حال کم ازکم اتنی بات تو ضرور ثابت ہوجاتی ہے کہ ربا کی واضح ممانعت بلاشبہ ۲ھ میں آچکی تھی۔(۱۰) امام وھبۃ الزحیلی کے قول کے مطابق قطعی حرمت ۸ یا ۹ ہجری میں ہوئی۔(۱۱)

سود کے اخلاقی اور روحانی نقصانات

شریعتِ اسلامیہ نے جس کام کا حکم دیا یا جس کام سے منع کیا وہ حکمت سے خالی نہیں ہے اور سود سے باز آنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے شدید الفاظ کا استعمال کیا جو اس کے شدید مفاسدات پر دلالت کرتا ہے کیوں کہ انسان کا اصل جوہر اخلاق اور روح ہی ہے جو اسے دوسری مخلوقات سے ممتاز کرتا ہے۔اگر کوئی شے اس جوہر کو ختم کرے تو وہ ہر حالت میں قابلِ ترک ہے چاہے دوسرے پہلو سے اس میں کتنے ہی فوائد ہوں سودی کاروبار سے اسلام کی اخلاقی اقدار پامال ہوتی ہیں۔تمدنی اور اقتصادی نقصانات کی حیثیت سے بھی یہ بات قابلِ غور ہے کہ جس معاشرے میں افراد ایک دوسرے کے ساتھ خودغرضی کا معاملہ کریں۔اپنی ذاتی غرض اور ذاتی فائدے کے بغیر کسی کے کام نہ آئے، ایک کی محتاجی دوسرے کے واسطے نفع اندوزی کا موقع بن جائے تو ایسا معاشرہ کبھی مستحکم نہیں ہوسکتا اس کے اجزاء ہمیشہ انتشار وپراگندی کی طرف مائل رہیں گے۔

حرمتِ سود کی دوسری وجوہ بھی ہیں وہ بخل، خودغرضی، شقاوت، بے رحم دلی، سودزر پرستی جیسی صفات کو پروان

چڑھاتا ہے، باہم قوم میں عداوت ڈالتا ہے یا باہمی تعلقات کو قطع کرتا ہے۔سوسائٹی میں آزادانہ گردش کو روکتا ہے دولت کی گردش کا رُخ اُلٹ کرناداروں سے مال داروں کی طرف پھیر دیتا ہےاس کی وجہ سے جمہور کی دولت سمٹ کر ایک طبقے کے پاس اکٹھی ہوتی چلی جاتی ہےاور یہ چیز آخرکار پوری سوسائٹی کے لئے تباہی کی موجب ہوتی ہے۔سود کے یہ تمام اثرات ناقابل انکار ہیں، (۱۲) اور جولوگ سودکو معاشی ضرورت قرار دیتے ہیں ان کی دلیل کی کوئی حقیقت نہیں کیوں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''سود جتنا بھی زیادہ بڑھتا چڑھتا ہولیکن آخری انجام میں آ کر گھٹ جاتا ہے'' (۱۳)

خواتین کا تعاون

فی زمانہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ملکی اور غیر ملکی طاغوتی طاقتیں احیاء اسلام کو اپنے مفادات کے لئے شدید خطرہ خیال کرتی ہیں اس کے لئے انہوں نے اسلام کے اقتصادی نظام کے خلاف منفی کردار ادا کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔فی الواقع انسانی تہذیب کا عظیم ادارہ خاندانی نظام ہے جو ابھی تک قائم ہے مگر بچوں کی تربیت غیر مؤثر بنادی گئی ہے کیوں کہ والدین سیرتِ مصطفی ﷺ سے دور ہونے کی وجہ سے کردار سازی کرنے سے محروم ہیں۔گو کہ ایک کامل انقلاب کی ضرورت ہے ایک ہمہ گیر نشاۃ ثانیہ کی ضرورت ہے، ان اقدامات کی ضرورت ہے جو اخلاقی شعور کو جگمگائیں اور یہ جبر وتشدد سے ممکن نہیں، کردار سازی سے ممکن ہےاور اس کردار سازی کے لئے نظامِ تعلیم میں تربیت کی ضرورت ہے، خاندانی نظام میں تربیت کی ضرورت ہے جس کے لئے پہلے خواتین کی کردار سازی کی ضرورت ہے تا کہ وہ آئندہ نسلوں کی بھی بہترین تربیت کرسکیں اور موجودہ ماحول میں بھی وہ فضاء قائم کرسکیں کہ مرد حرام مال کمانے کی طرف مجبور نہ ہوں۔خواتین کا یہ تعاون اگرچہ ادنیٰ سطح پر ہوگا کیوں کہ بالائی سطح پر تو اسلامی حکومتوں کے فعال و کردار اور تعاون سے ہی ممکن ہے لیکن یہ تعاون کافی حد تک فعال ثابت ہوگا اور لوگوں میں سود لینے کا رواج بہت کم رہ جائے گا اور اسی طرح ہی ظلم واستحصال اور کرپشن کے خاتمے کی اُمید کی جاسکتی ہے تا کہ قوانین الٰہیہ کے مطابق انفرادی واجتماعی نظام قائم ہوسکے۔خواتین سود نہ لینے میں جن چیزوں کا خیال کر کے بہترین کردار ادا کرسکتی ہیں وہ درج ذیل ہیں:

۱۔ ضروریاتِ زندگی کا دائرہ کار محدود رکھنا

اس کے لئے پہلے ضروریاتِ زندگی کو محدود کرنا ہوگا کیوں کہ اسلام نے کفالت عامہ کا دائرہ کار بھی مختص کیا ہے جو فرد، سماج اور ریاست اپنی سطح پر ذمہ داری ہے۔ موجودہ دور کے لحاظ سے ان ضروریات کو سات حصو میں تقسیم کیا جا سکتا ہے، ۱۔ حق خوراک، ۲۔ حق لباس، ۳۔ حق رہائش، ۴۔ حق زکوٰۃ، ۵۔ حق تعلیم، ۶۔ حق علاج، ۷۔ حق انصاف (۱۴)

نبی اکرم ﷺ نے غذا کے ساتھ لباس اور رہائش کو بھی بنیادی حق قرار دیا:

> ابنِ آدم کے لئے سوائے ان امور کے کوئی ضروری حق نہیں رہنے کے لئے گھر، ستر ڈھانپنے کے لئے کپڑا اور ضررت کے لئے روٹی پانی۔ (۱۵)

اس میں کوئی دورائے نہیں ہیں کہ معاشی ذمہ داری کا بوجھ مرد پر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

> مرد عورتوں میں قوام ہیں، اس بناء پر کہ اللہ نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس بناء پر کہ مرد اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔ (۱۶)

جہاں تک قوام کے معنی کا تعلق ہے تو اس لفظ کے معنی یہ نہیں کہ مرد کو عورت پر ایک درجہ برتری یا فضیلت حاصل ہے بلکہ یہ ہیں کہ مرد کی ذمہ داریاں ایک درجہ زیادہ ہیں (۱۷) لیکن خواتین کا کسی قسم کا تعاون کرنا یا اپنے طور پر کوئی پیشہ اپنانا شریعت اسلامیہ کے بالکل مخالف نہیں ہے۔

۲۔ اپنے فرائض وحقوق کی ادائیگی کے ساتھ کوئی کاروبار کرنا

عہد حاضر کو معاشیات کا عہد کہا جاتا ہے، اس دور میں معاشی مسئلے کی اہمیت اس قدر بڑھ گئی ہے کہ گویا یہ انسان کا بنیادی مسئلہ بن چکا ہے انسان کو مذہب اور اخلاق یہ سکھاتے ہیں کہ وہ معاشرے کا بہترین فرد بن کر رہے۔ اس کے لئے سود سے اجتناب ضروری ہے کیوں کہ معاشرے میں فیشن اور دنیاوی آرائش وتعیّشات میں مسابقت کی فضاء پھیلانے کا سبب ''ذرائع ابلاغ'' اتنا قوی ہے کہ اس کا اثر ہر گھر کی خواتین اور بچوں پر سب سے زیادہ پڑ رہا ہے۔ جس کا لامحالہ نتیجہ یہ ہے کہ خواتین اور بچے گھر کے کفیل مرد کی محدود ذرائع آمدنی میں غیر ضروری اخراجات کے مطالبات کا بوجھ لاد کر ان کو سود لینے دینے کے لئے مجبور کر دیتے ہیں۔ اگر کوئی خاتون حلال کمائی کے لئے کوئی پیشہ اختیار کرے تو اس

میں کوئی قباحت نہیں ہے کیوں کہ ہمیں صحابیات کی زندگی سے بھی اس کے شواہد ملتے ہیں۔عہدِ رسالت ﷺ میں بھی صحابیات اپنے شوہر کے مال واسباب اور گھر بار کی حفاظت کرتی تھیں اور عورت کی اصل ذمہ داری اسی کو ٹھہرایا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ

> کہ عورت اپنے شوہر کے گھر اور بچوں کی ذمہ دار ہے اور اس سے ان کے متعلق باز پرس ہوگی۔(۱۸)

تجارت،صنعت وحرفت کے میدان میں صحابیات کی مثالیں

نبی اکرم ﷺ کی زوجہ مطہرہ ایک تاجر خاتون تھیں (شادی سے قبل) حضرت خدیجہؓ نے جب آپ ﷺ کے حسنِ معاملت، راست بازی، صدق و دیانت اور پاکیزہ اخلاق کا عام چرچا سنا تو فوراً پیغام بھیجا ''آپ میرا مال تجارت لے کر شام کو جائیں جو معاوضہ میں اوروں کو دیتی ہوں آپ کو اس کا مضاعف دوں گی'' آنحضرت ﷺ نے قبول فرمالیا اور مال تجارت لے کر میسر (حضرت خدیجہؓ کے غلام) کے ہمرہ بصریٰ تشریف لے گئے اس سال کا نفع سالہائے گزشتہ کے نفع سے مضاعف تھا۔(۱۹)

بعض صحابیات کپڑے بنتی تھیں (۲۰) حضرت اسماء بنت ابی بکر کا نکاح جب حضرت زبیر بن العوام سے ہوا رسول ﷺ نے حضرت زبیر کو جو زمین عنایت فرمائی تھی وہاں جا کر چھوہاروں کی گٹھلیاں چنتی تھیں اور تین فرلانگ سے سر پر اٹھا کر لاتی تھیں۔(۲۱) گوکہ صحابیات گھر کے کام کاج کے علاوہ بعض صنعتی کام بھی کرتی تھیں اور گھر کے کام کاج میں بھی بہت محنت کش تھیں۔حضرت فاطمہؓ کی مثال پیش نظر ہے۔حضرت فاطمہؓ حضرت محمد ﷺ کی محبوب ترین اولاد تھیں، فتوحات کی کثرت مدینہ میں مال وزر کے خزانے لٹا رہی تھی لیکن حضرت فاطمہؓ جگر گوشہ رسول ﷺ کے چکی پیستے پیستے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے تھے، مشک میں پانی بھر بھر کر لانے سے سینے پر گھٹے پڑ گئے تھے، گھر میں جھاڑو دیتے دیتے کپڑے چیکٹ ہوجاتے تھے، چولہے کے پاس بیٹھے بیٹھے کپڑے دھوئیں سے سیاہ ہوجاتے تھے۔(۲۲) لیکن باایںہمہ جب انہوں نے آنحضرت ﷺ سے ایک بار گھر کے کاروبار کے لئے ایک لونڈی مانگی اور ہاتھ کے چھالے دکھائے تو ارشاد ہوا جانِ پدر! بدر کے یتیم تم سے پہلے اس کے مستحق ہیں۔(۲۳) یہ ایک اعلیٰ ترین مثال ہے کہ صحابیات گھر کے کام بھی محنت سے کیا کرتی تھیں۔

کیا خواتین کو معاشی حقوق حاصل ہیں!

ڈاکٹر ذاکر نائیک اسلام میں عورت کے معاشی حقوق کے متعلق فرماتے ہیں کہ اسلام نے آج سے ڈیڑھ ہزار برس پہلے عورت کو معاشی حقوق دیئے۔ ان حقوق میں بہت سی چیزیں شامل ہیں مثال کے طور پر ایک عاقل بالغ مسلمان عورت جائیداد خرید سکتی ہے، رکھ سکتی ہے، بیچ سکتی ہے خواہ وہ شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ، وہ بغیر کسی پابندی کے اپنی مرضی سے اپنے مال کے بارے میں وہ تمام فیصلے کر سکتی ہے جو ایک مرد کر سکتا ہے۔ اسلام نے عورت کو جائیداد رکھنے اور خرید وفروخت کرنے کا حق آج سے ڈیڑھ ہزار برس پہلے دیا تھا جبکہ برطانیہ میں یہی حق عورت کو ۱۸۷۰ء میں آ کر ملا۔ جہاں تک عورت کے کام کرنے اور روزی کمانے کا تعلق ہے اسلام اس کی بھی پوری اجازت دیتا ہے۔ قرآن پاک اور حدیث پاک میں کہیں بھی عورت کے کام کرنے پر پابندی عائد نہیں کی گئی، شرط یہ ہے کہ یہ کام جائز ہو اور شرعی حدود کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے کیا جائے خصوصاً پردے کی رعایت کی جائے لیکن قدرتی بات ہے کہ اسلام عورت کو کوئی ایسا پیشہ کرنے کی اجازت نہیں دے گا جس میں عورت کے حسن و جمال کو نمایاں کیا جائے مثال کے طور پر اداکاری اور ماڈلنگ وغیرہ۔ (۲۴)

خواتین کا کاروبار میں حصہ لینا

اسلامی معاشرے میں شادی کے بعد گھر بار کی کافی ذمہ داریاں عورتوں کو نبھانی پڑتی ہیں لیکن اس کے تشخص کو اس کے خاوند کے ساتھ ضم نہیں کر دیا جاتا اور اسے معاشرے کے ایک فرد کی طرح وہ تمام حقوق حاصل ہوتے ہیں جو مردوں کو حاصل ہیں، وہ خاوند سے علیحدہ کاروبار بھی کر سکتی ہے اور اپنی کمائی کی خود مالک بھی بن سکتی ہے۔ ''عورتوں کے لئے بھی معروف طریقے پر ویسے ہی حقوق ہیں جیسے مردوں کے حقوق ان پر ہیں'' (۲۵)

ان حقوق کی وجہ سے عورت کو اجازت دی گئی کہ وہ کام کاج کی غرض سے گھر سے باہر جا سکتی ہے جیسا کہ صحابیات کی امثال سے پیش کیا گیا ہے اور کاروبارِ زندگی میں حصہ لے سکتی ہیں اور اگر گھر بار پر خرچ کرنے کی ضرورت پیش آئے تو اولین ترجیح شوہر اور بچوں کو دی جائے گی اور یہ دگنے اجر کا باعث ہے۔

آپ ﷺ نے عبداللہ بن مسعود کی بیوی سے فرمایا تھا: ''حضرت عبداللہ بن مسعود کی بیوی نے نبی اکرم ﷺ سے اجازت طلب کی تھی کہ میں ان پر خرچ کر سکتی ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں بلکہ مناسب جگہ ہے۔ (۲۶)
(عبداللہ بن مسعود کی بیوی کی مالی حالت اپنے شوہر کے مقابلے میں اچھی تھی)

گو کہ خواتین ہر جائز پیشے کو اختیار کرسکتی ہیں، مسلمان عورت کا حکومت کے کسی اعلیٰ عہدے پر فائز ہونا اسلامی معاشرے کے لئے کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ دنیا کے مختلف ادوار میں کئی مسلمان عورتیں حکمران رہ چکی ہیں۔ برصغیر کی اسلامی ریاست بھوپال پر تو پورے اٹھاسی سالوں تک مسلمان عورتوں نے حکمرانی کی۔ حکیم الامت مولان اشرف علی تھانوی صاحب اوراس وقت کے تمام دوسرے علماء نے ان کی حکومت کے جواز کے فتاویٰ جاری کئے۔

بھوپال کی ملکہ نواب شاہجہاں بیگم صاحبہ نے ریاست کی زمام اقتدار اپنے ہاتھ میں لی۔ ریاست بھوپال پر پچھلے اسی (۸۰) سات سے شہزادیاں ہی حکمران چلی آرہی تھیں۔ نواب شاہجہاں بیگم صاحبہ بیوہ ہوچکی تھیں، وہ علماء سے بڑی محبت کرتی تھیں اوران کی خدمت میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی تھی۔ اس لئے ہندوستان کے تمام علماء جن میں دیوبند کے جید عالم دین مولانا اشرف علی تھانوی بھی شامل تھے انہوں نے عورت ہونے کے باوجود باوصف ان کی حکومت کو اسلامی قرار دیا تھا۔ (۲۷)

مالیاتی معاملات میں عورت کی گواہی

عموماً یہ سوال اٹھایا جاتا ہے کہ عورت کی گواہی مرد سے آدھی کیوں ہے؟ ذاکر نائیک اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ ہر جگہ اور ہر معاملے میں دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر نہیں قرار دی جاتی، ایسا صرف چند مخصوص عورتوں میں ہی ہوتا ہے۔

> اور اپنے میں سے دو مردوں کو (ایسے معاملے میں) گواہ کرلیا کرو اور اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں جن کو تم گواہ پسند کرو (کافی ہیں) کہ اگر ان میں سے ایک بھول جائے گی تو دوسری اسے یاد دلائے گی۔ (۲۸)

سورۃ بقرہ کی اس آیت میں ذکر صرف مالی معاملات کا ہورہا ہے صرف مالی اور معاشی نوعیت کے معاملے میں ایک مرد کی گواہی دو عورتوں کے برابر دی جارہی ہے بلکہ کہا یہ جارہا ہے کہ مالی معاملات میں دو مردوں کی گواہی بہتر ہے اور اگر دو مرد گواہی دینے والے نہ ہوں تو پھر ایک مرد اور دو عورتیں گواہ بنیں۔ اسلام نے فکر معاش کا ذمہ دار مرد کو بنایا ہے لہٰذا ظاہر ہے کہ ایک اسلامی معاشرے میں معاشی معاملات کے بارے میں مرد کو علم زیادہ ہوگا اور یہی وجہ ہے کہ معاشی معاملات میں دو مردوں کی گواہی کو ترجیح دی جائے گی۔ بعض علمائے قانون کی رائے یہ ہے کہ ''قتل'' کے معاملے

میں بھی جرم کی مخصوص نوعیت کے پیش نظر اورعورت کی فطرت کے تقاضوں کو دیکھتے ہوئے یہی اصول لاگو ہونا چاہیئے ۔ صرف دو معاملات ایسے ہیں جہاں دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر قرار دی گئی ہے، ا۔ مالی معاملات،۲۔قتل کا معاملہ۔(۲۹)

سودی نظام بینکاری کی اصلاح کی ضرورت

اس وقت بینک سودی نظام معیشت میں کلیدی کردار ادا کر رہے ہیں۔نظام بینک (جوائنٹ اسٹاک کمپنی) کے ڈھانچے کو اسلامی طرز پر قائم کرنا اولین فریضہ ہے۔اس میں خواتین اپنا حصہ اس حیثیت سے شامل کرسکتی ہیں کہ اسے اسلامی طرز پر قائم کرنے کے لئے اپنی جدو جہد جاری رکھیں۔قلمی،لسانی،علمی وعملی کاوشوں سے جہد مسلسل کی ضرورت ہے۔اگر چہ موجودہ زمانے میں بینکاری نظام بڑی وسعت اختیار کر چکا ہےلیکن یہ صرف سودی لین دین ہی نہیں کرتا بلکہ اکثر حالتوں میں یہ ملک کی مالیات کوبھی کنٹرول کرتا ہےاس لئے دینا کے تمام مما لک میں اسے قانوناً حکومت کی نگرانی میں کام کرنا ہوتا ہےاور کاروباری اغراض ومقاصد کے لئےحکومت ہی شرح سود کاتعین کرتان ہے۔ شرح سود سے متعلق جتنے کام ہیں سب سود کے تعاون میں شریک ہیں۔ نبی اکرمﷺ نے فرمایا: حضرت جابرؓ سے مروی ہے:

> سود کھانے،کھلانے، لکھنے والے اوراس کے گواہوں پر نبیﷺ نے لعنت فرمائی ہےاور فرمایا یہ سب گناہ میں برابر شریک ہیں۔(۳۰)

حدیث میں ’’اکل‘‘ یعنی کھانا سے مراد سود لینا ہے اگر چہ وہ سود نہ کھائے (لیکن سودی لین دین سب ملعون ہے) اکل کا ذکر خصوصیت سے اس وجہ سے کیا گیا ہے کہ (مال سے) نفع حاصل کرنے کے ذرائع میں سے سب سے بڑا ذریعہ کھانا ہی ہے۔(۳۱) سود انتہائی قبیح فعل ہے۔رسول اللہﷺ نے فرمایا:

> سود کے ستر دروازے ہیں سب سے ہلکا یہ ہے کہ انسان اپنی ماں کے ساتھ نکاح کرے۔(۳۲)

اس کے علاوہ بھی بیش بہا احادیث نبویﷺ ہیں جو سود کی حرمت وقباحت پر دلالت کرتی ہیں۔

ایک نظر مغربی معاشرے کی طرف

خواتین کے معاشی حقوق کے حوالے سے ایک نظر مغربی معاشرے کی طرف بھی کرتے ہیں کہ برطانیہ کے ماقبل صنعتی معاشرے میں خاندان بنیادی پیداواری اکائی تھا۔ زراعت اور پارچہ بافی بنیادی معاشی سرگرمیاں تھیں جن میں عورت اور مرد دونوں کا حصہ لینا ضروری تھا۔ پارچہ بافی میں مرد کپڑا بنتا تھا اور عورت دھاگہ کشیدہ کرتی اور رنگتی تھی۔ صنعتی انقلاب نے طریق پیداوار میں بنیادی تبدیلی متعارف کروائی۔ کارخانے لگے تو خاندان کے پیداواری اکائی ہونے کا مرحلہ ختم ہوا۔ ۱۸۴۱ء میں عورتوں نے فیکٹریوں میں کام شروع کیا پھر ایسے قوانین منظور ہوئے جن سے مزدور کی حیثیت سے عورت کے مقام و مرتبے میں فرق آیا۔ ۱۸۴۱ء سے لے کر پہلی جنگ عظیم ۱۹۱۴ء تک مزدوروں اور معاشرتی مصلحین کے دباؤ کی وجہ سے صنعتوں میں عورتوں کی ملازمتیں محدود ہوئی۔ ۱۸۴۱ء میں ہی مرد مزدوروں کی کمیٹیوں نے عورتوں کی ملازمت کو تدریجی طور پر ختم کرنے کا مطالبہ کیا۔ ۱۸۴۲ء میں ایکٹ کے ذریعے کانوں میں عورتوں کی ملازمت بند کردی گئی۔ ۱۸۵۱ء میں چار میں سے ایک شادی شدہ عورت ملازمت کرتی تھی جو ۱۹۱۱ء میں دس میں سے ایک عورت کی سطح پر آ گئی۔ ۱۹۱۴ء سے ۱۹۵۰ء کا عرصہ عورت کی ملازمت کے سلسلے میں نئے رجحانات کا نقیب ہے۔ اس دور میں عورتوں کے لئے ملازمتوں کے مواقع پیدا ہوئے لیکن انہیں ساتھ ہی گھریلو ذمہ داریوں کو بھی نبھانا پڑا۔ معاشی خوشحالی کے تصور نے پورے خاندان کو کام پر مجبور کیا، فلاح کے تصور نے ہر فرد کے معاشی کردار کو ضروری بنایا۔ (۳۳)

اسلام کے معاشی نظام میں فرد سے متعلق احکام

اسلام کے معاشی نظام میں فرد سے متعلق جو احکام معیشت ہیں ان پر عمیق نظر ڈالنے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ اس سلسلے میں تین چیزیں فطری طور پر سامنے آئیں ہیں، (۱) کمائیں، (۲) کیا خرچ کریں، (۳) کس پر خرچ کریں۔ انفرادی مسائل معیشت میں سب سے پہلی منزل کسب معیشت اور ابتغاء رزق کی منزل ہے۔ اسلام ہر انسان کو اپنی استعداد کے مطابق معیشت کے لئے جدوجہد کی ترغیب دیتا ہے۔

جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کے فضل کو تلاش کرو۔ (۳۴)

کسب معاش میں اسلامی نظام معیشت یہ ضروری قرار دیتا ہے کہ حاصل کردہ شے حلال و طیب ہو حرام و

خبیث نہ ہو۔حضورﷺ کا ارشاد ہے:''قیامت کے دن آدمی کے دونوں قدم اس وقت تک (محاسبہ) کی جگہ سے ہٹ سکیں گے جب تک پانچ چیزوں کا مطالبہ نہیں ہوجائے گا اوران کا معقول جواب نہیں مل جائے گا،(۱)اپنی عمر کس کام میں خرچ کی (۲)اپنی جوانی کس چیز میں خرچ کی (۳)مال کہاں سے کمایا(۴)اور کہاں خرچ کیا(۵)اپنے علم میں کیا عمل کیا۔(۳۵)

صرف وخرچ: اس میں تین مسائل زیر بحث آتے ہیں کیا خرچ کیا جائے،کس قدر خرچ کیا جائے،کن پر خرچ کیا جائے،(۱) کیا خرچ کیا جائے؟اس کا جواب تو کسب معاش میں ہی ہے جو حلال وطیب کمایا ہے وہی اس کا سرمایہ ہےاور وہی اس قابل ہے کہ زندگی کی نشو ونما میں کام آئے۔(۲) کس قدر خرچ کیا جائے؟اس کا جواب یہ ہے کہ نہ بہت زیادہ خرچ کرواور نہ ہی بہت کم بلکہ درمیانہ راستہ اختیار کرو۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں:''خرچ میں زیادتی نہ کرو''(۳۶) اور''بخل وتقتیر بھی نہ ہو''(۳۷،۳۸)

(۳) کن پر خرچ کیا جائے؟ انفرادی معیشت میں اہل وعیال کی قوت لا یموت اور ساترِ عورۃ لباس اور ضرورتِ رہائش کے مطابق مکان پر خرچ کیا جائے۔انفرادی آمدنی پر بھی اجتماعی معیشت کے حقوق عائد ہیں۔اس کا انحصار کمائی پر ہےاور ضرورت کے پورا ہوجانے کے بعد بچ جانے پر اوراسی کا نام انفاق فی سبیل اللہ ہے۔قرآن میں ارشاد ہے:''وہ آپ سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں کہہ دیجئے ضرورت سے زائد(خرچ کریں)''(۳۹)

ڈاکٹر محمد عبدالحئی عارفی صاحب فرماتے ہیں: مردوں کے رشوت لینے کی زیادہ تر ذمہ دار عورتیں ہیں۔ان عورتوں کی فضول خرچیوں کی بدولت بالخصوص لباس وآرائش اور رسومات وتقریبات میں مسلمان پنپنے نہیں پاتے اوران کے گھر کو جائیداد کو،تجارت کو گھن سا لگ رہاہےاور آہستہ آہستہ بالکل خاتمہ ہوجاتا ہے بلکہ ان کے اخراجات کی بدولت دنیا کے ساتھ ان کا دین تر برباد ہوجاتا ہے، ملازم مردوں کی رشوت کے زیادہ حصہ کی ذمہ دار یہی فضول خرچیاں ہیں۔(۴۰)

خلاصہ

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اسلام نے جو معاشی نظام قائم کیا ہے اس کا ہر ہر جز وسود کی نفی کرتا ہے کیوں کہ سود معاشرے میں حرص،طمع، لالچ،خیانت،فضول خرچی،حق تلفی،اکتنازِ دولت جیسی مذموم صفات کو جنم دیتا ہےاوراسلام

عدل ومساوات، رحم دلی، ہمدردی، احساس، اجتماعیت، اتفاق واتحاد، عجز وانکساری کی تعلیم دیتا ہے۔ یہی وجوہات ہیں کہ شرائع سابقہ میں بھی اور شریعتِ اسلامیہ میں بھی سود قطعی حرام ہے لیکن اس وقت پوری دنیا مسلم وغیر مسلم سودی نظام میں جکڑے ہوئے ہیں ریاستی سطح پر اس کا ازالہ اگرچہ ممکن نہیں لیکن انفرادی سطح پر اس کے ازالے کے لئے ترتیب اور کردار سازی کی ضرورت ہے کیوں کہ انسانی تربیت کا عظیم ادارہ خاندانی نظام ہے جس میں خواتین کی اگر کردار سازی ہوگئی تو عین توقع کی جاسکتی ہے کہ قوم وملت کے سنوارنے میں اور اسلامی نظام معیشت قائم کرنے میں مردوں کی معاون ثابت ہوں جس کے لئے چند اقدامات کی ضرورت ہے جس کا ذکر کیا جاچکا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ مولانا سعید انصاری، مولانا عبدالسلام ندوی، سید سلیمان ندوی، سیر الصحابیات مع اسوہ صحابیات، ادارہ اسلامیات، لاہور، ص ۵، (سن ندارد)

۲۔ شیخ محمود احمد، سود کی متبادل اساس، ادارہ ثقافت اسلامیہ ۲، کلب روڈ لاہور، ۱۹۹۱ء، ص ۱۴

۳۔ جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری، تفسیر ضیاء القرآن، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ج-۱ (سورۃ بقرہ، حاشیہ آیت ۲۱۲)، ص ۱۴۴

۴۔ با اہتمام خلیل اشرف عثمانی، المنجد عربی اُردو، دارالاشاعت اُردو بازار کراچی، طبع یازدہم ۱۹۹۴ء، ص ۳۶۷

۵۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی، معاشیات اسلام، اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ، لاہور، دسمبر ۱۹۷۷ء، ۲۳۰

۶۔ القرآن: سورۃ روم، آیت: ۳۹

۷۔ القرآن: سورۃ البقرہ، آیت ۲۷۸-۲۷۹

۸۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی، معاشیات اسلام، اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ، لاہور، دسمبر ۱۹۷۷ء ص ۲۳۱

۹۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، اکتوبر ۲۰۰۳ء، ج-۱، ص ۲۱۱

۱۰۔ مولانا محمد تقی عثمانی، سود پر تاریخی فیصلہ، مکتبہ معارف القرآن کراچی، ۱۴، اگست ۲۰۰۵ء، ص ۲۷

۱۱۔ الدکتور وھبۃ الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، دار الفکر المعاصر، بیروت لبنان، الطبعۃ الرابعۃ معدلتہ ۱۹۹۷ء، ۱۴۱۸ھ، ج-۵، ص ۳۶۹۸

۱۲۔ سیدابوالاعلیٰ مودودی، معاشیاتِ اسلام، اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ لاہور، ۱۹۷۷ء، ص ۲۳۶

۱۳۔ ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن اسد الشیبانی (المتوفی: ۲۴۱ھ) مسند الامام احمد بن حنبل، المحقق شعیب الارنووط و آخرون، الناشر: موسستہ الرسالتہ، لطبعتہ ۱۴۲۱ھ، ۲۰۰۱م، ج-۶، ص ۲۹۷، ح-۳۷۵۴

۱۴۔ محمد طاہر القادری، اقتصادیات اسلام، منہاج پبلیکیشنز لاہور، ۲۰۱۱ء ص ۵۳۱

۱۵۔ ابی النصر ثناء اللہ المدنی بن عیسی خان، جائزۃ الاحوذی فی التعلیقات علی، سنن الترمذی، ادارۃ البحوث الاسلامیہ بالجامعتہ السلفیتہ، بنارس، الھند، جمادی الآخرۃ ۱۴۲۸ھ یولیو ۲۰۰۷م، الجزء الثالث، کتاب الزھد، رقم ۲۳۴۱

۱۶۔ القرآن: سورۃ النساء، آیت: ۳۴

۱۷۔ ڈاکٹر ذاکر نائیک، مترجم سید امتیاز احمد، اسلام میں خواتین کے حقوق جدید یا فرسودہ، دارالنوادر، الحمد مارکیٹ، اردو بازار، لاہور، ۲۰۰۶ئ ص ۳۸

۱۸۔ احمد بن الحسین بن علی بن موسی الخُسر وجردی الخراسانی، ابوبکر البیہقی ''شعب الایمان''، مکتبتہ الرشید للنشر والتوزیع بالریاض بالتعاون مع الدارالسلفیتہ ببومبای بالہند، الطبعتہ: الاولی ۱۴۲۳ھ باب الاحسان الی المالیک، ۲۰۰۳م، ج-۱۱، ص ۹۳، ح-۸۲۳۵

۱۹۔ ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع الہاشمی بالولاء، البصری، البغدادی المعروف بابن سعد (المتوفی: ۲۳۰ھ) ''الطبقات الکبری'' دارالکتب العلمیۃ

۲۰۔ محمد بن اسماعیل ابوعبداللہ البخاری الجعفی ''الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و سننہ وایامہ (صحیح البخاری)'' المحقق: محمد زہیر بن ناصر الناصر، دارطوق النجاۃ (مصورۃ عن السلطانیۃ باضافۃ ترقیم محمد فواد عبدالباقی)، الطبعتہ: الاولی ۱۴۲۲ھ، کتاب البیوع، باب النساء، ج-۳، ص ۶۱، ح-۲۰۹۳

۲۱۔ محمد بن اسماعیل ابوعبداللہ البخاری الجعفی ''الجامع الصحیح المختصر'' دار ابن کثیر، الیمامۃ، بیروت، الطبعتہ الثالثۃ، ۱۴۰۷-۱۹۸۷ تحقیق: مصطفیٰ دیب البغا استاذ الحدیث وعلومہ فی کلیۃ الشریعۃ، جامعۃ دمشق، باب الغیرۃ، ج-۵، ص ۲۰۰۲، ح ۴۹۲۶

۲۲۔ ابوداؤد سلیمان بن الأشعث السجتانی، ’’سنن ابی داؤد‘‘ دارالکتاب العربی، بیروت، س ن، ج ۴، ص ۴۷۴، ح ۵۰۶۵

۲۳۔ ایضاً: ج ۳، ص ۱۱۰، ح ۲۹۸۹

۲۴۔ ڈاکٹر ذاکر نائیک، مترجم سید امتیاز احمد، اسلام میں خواتین کے حقوق جدید یا فرسودہ ’’دارالنوادر، الحمد مارکیٹ، اردو بازار لاہور، ۲۰۰۶ء، ص ۲۵-۲۶

۲۵۔ القرآن: سورۃ البقرہ، آیت: ۲۲۸

۲۶۔ ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمۃ بن المغیرۃ بن صالح بن بکر السلمی النیسابوری (المتوفی: ۳۱۱ھ) ’’صحیح ابن خزیمۃ‘‘ المکتب الاسلامی، الطبعۃ: الثالثۃ، ۱۴۲۴ھ، ۲۰۰۳م، باب استحباب اتیان المراۃ زوجہا وولدہا بصدقۃ التطوع علی غیرھم من الاباعد، ج ۲، ص ۱۱۷۹، ح ۲۴۶۱

۲۷۔ پروفیسر رفیع اللہ شہاب، ’’منصب حکومت اور مسلمان عورت‘‘ سنگ میل پبلیکیشنز لاہور، ۱۹۸۹ء، ص ۱۳۰

۲۸۔ القرآن: سورۃ البقرہ، آیت: ۲۲۸

۲۹۔ ڈاکٹر ذاکر نائیک، مترجم سید امتیاز احمد، ’’اسلام میں خواتین کے حقوق جدید یا فرسودہ ’’دارالنوادر، الحمد مارکیٹ، اردو بازار لاہور، ۲۰۰۶ء ص ۵۸ تا ۶۰

۳۰۔ الحافظ زکی الدین عبدالعظیم المنذری الدمشقی، تحقیق محمد ناصرالدین البانی، ’’مختصر صحیح مسلم للامام ابی الحسین مسلم بن الحجاج القشیری النیسابوری‘‘ المکتب الاسلامی، بیروت: ص ب ۱۱/۳۷۷۱، لطبعۃ السادسۃ، ۱۴۰۷-۱۹۸۷م، ج ۲، ص ۲۵۳، ح ۹۵۵

۳۱۔ امام حافظ ابی العلا محمد عبدالرحمٰن ابن عبدالرحیم المبارکفوری، ’’تحفۃ الحوذی بشرح جامع الترمذی‘‘، دارالکتب العلمیہ بیروت، لبنان، الطبعۃ الاولی ۱۴۲۲ھ، ۱۴۲۲م، ج ۴، ص ۳۳۳

۳۲۔ ابن ماجۃ، ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینی (المتوفی: ۲۷۳ھ) تحقیق: محمد فواد عبدالباقی، ’’سنن ابن ماجہ‘‘، دارالفکر، بیروت، س ن، باب التغلیظ فی الربا، ج ۲، ص ۷۶۴، ح ۲۲۷۴

۳۳۔ ڈاکٹر خالد علوی ’’اسلام کا معاشرتی نظام‘‘ الفیصل ناشران وتاجران کتب، غزنی اسٹریٹ اُردو بازار، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ۴۷۶ تا ۴۷۸

۳۴۔ القرآن: سورۃ الاعراف، آیت: ۳۱

۳۵۔ محمد بن عیسی ابوعیسی الترمذی السلمی، ''الجامع الصحیح سنن الترمذی، '' داراحیاء التراث العربی، بیروت، س ن، (باب فی القیامۃ، ج ۴، ص ۶۱۲، ح ۲۴۱۷

۳۶۔ القرآن: سورۃ الاعراف، آیت: ۳۱

۳۷۔ القرآن: سورۃ الاسراء، آیت: ۲۶

۳۸۔ القرآن: سورۃ الفرقان ۶۷

۳۹۔ القرآن: سورۃ البقرہ، آیت: ۲۱۹

۴۰۔ ڈاکٹر محمد عبدالحیٔ عارفی، بیگم ظریف احمد تھانوی ''خواتین کے لئے شرعی احکام''، دارالاشاعت، اُردو بازار، کراچی، ۱۹۸۸ء، ص ۲۷۸

صائمہ بحثیت ریسرچ اسکالر شعبہ قرآن وسنہ، جامعہ کراچی میں خدمات انجام دے رہی ہے۔

ڈاکٹر شہناز غازی بحثیت صدر شعبہ، شعبہ قرآن وسنہ، جامعہ کراچی میں خدمات انجام دے رہی ہیں۔